ISSN 2395-5686
NOVEMBER - 2017

ترياق

عہد ساز رجحان کا آئینہ دار

₹:20

ضمیر کاظمی

ایڈیٹر
میر صاحب حسن

TARYAQ
urdu monthly
R.N.I. No. : MAHURD/2011/44948 Postal Regd. No. : MNE/355/2015-17

UCTOBER	20
VOLUME No.	7
ISSUE NO.	3
PAGE	6
PRICE	2

Hotel
Shahenshah Palace
BOULEVARD ROAD, SRINAGAR, KASHMIR-INDIA.

ہوٹل شہنشاہ پیلس
بولیورڈ روڈ، سرینگر، کشمیر (انڈیا)
Ph. : 0194-2501246 Fax : 0194-2500762
E-mail : info@hotelshahenshahpalace.com / shahenshahpalace@ymail.com
Wibsite : www.hotelshahenshahpalace.com

Printed, Published & Owned by : Saiyed Hasan Abbas. Printed at : Bharat Press, 4&D, R.S. Nimkar Road, Mumbai - 400 008.
Published at : Shaar Prints, S/A, M.K. Heights, Opp. 'L' Ward, C.S.T. Road, Kurla (W), Mumbai - 400070 Editor : Zameer Kazmi

Scanned with CamScanner

ایاز رسول نازکی ”قدآور شخص اور معتبر شاعر“

عرفان عارف
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، ایم۔ اے۔ ایم کالج
جموں، جموں کشمیر
موبائیل: 9858225560

ریاست جموں وکشمیر اپنی تہذیبی‘ تمدنی‘ سیاسی‘ سماجی‘ معاشی‘ معاشرتی ‘علمی اور ادبی رنگارنگی میں جواب نہیں رکھتی۔اس میں کوہسار بھی ہیں اور میدان بھی‘ جنگلات بھی ہیں اور باغات بھی‘ دریا بھی ہیں اور وادیاں بھی۔گوکہ یہاں قدرتی مناظر کا حسن دوردور تک پھیلا ہوا ہے۔اس میں کئی نسلوں کے لوگ آباد ہیں لیکن اس کے باوجود یہاں کی مجموعی فضا فرقہ وارانہ تعصبات سے پاک ہے اور یہاں پروان چڑھنے والا ادب بھی سیکولر روایات کا پاسدار ہے۔

ہندوستان کی اس وسیع وعریض پہاڑیوں سے گھری ہوئی ریاست میں کئی لالہ رخوں نے جنم لیا ہے جنہوں نے شعروادب کی دُنیا میں بے بہا عظمتیں حاصل کی ہیں۔ان بلند مرتبت اور قدآور شخصیات میں مرحوم چراغ حسن حسرت‘ رسا جاودانی، تحسین جعفری‘ ٹھاکر پونچھی ،کرشن چندر‘ جگن ناتھ آزاد، موہن یاور، گلزاری لال تندہ‘ سردن ناتھ آفتاب ،پشکر ناتھ‘ دینا ناتھ رفیق‘ رسول میر، بلبل کاشمیری، غنی کاشمیری، لِلہ عارفہ ،مہجور، میر غلام رسول نازکی، شیولال آزاد‘ مسعودالحسن مسعود اور کئی دوسرے حضرات جو ابھی باقیدِ حیات ہیں، نے شعروادب کی دُنیا میں اپنی خُداداد استعداد سے چار چاند لگائے ہیں۔اور اس طرح یہ سرزمین گُل ہائے رنگا رنگ سے زیب وزینت پاکر سدابہار ہوگئی ہے۔

ایاز رسول نازکی اسی سرزمین کے ایک شوخ لالہ رخ ہیں جنہوں نے شعروادب میں اپنی خوش فکری اور خوش آہنگی سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ ان کا تعلق کشمیر کے ادبی گھرانوں میں سے ہے۔ان کے والدِ مرحوم میر غلام رسول نازکی اور ان کے بڑے بھائی فاروق نازکی دونوں نہ صرف ریاستی بلکہ کل ہند کے اعلیٰ پایہ شاعروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ان کے والد نے اُردو اور کشمیری میں جو شعری اور نثری اثاثہ اپنی یادگار چھوڑا ہے ان میں دیدۂ تر، چراغ راہ، متاعِ فکر، نمرود نامہ، آوازِ دوست، کاوہ بینہ دول، روحِ غنی اور عبدالاحد نادم قابل ذکر ہیں ان کے برادر مکرم جناب فاروق نازکی نے اُردو اور کشمیری میں جو تصانیف منظر عام تک لائی ہیں ان میں آخری خواب سے پہلے اور لفظ لفظ نوحہ کافی اہم ہیں۔اسی لئے پروفیسر رحمان راہی نے اس خاندان کے بارے میں لکھا ہے کہ ”ایں خانہ تمام آفتاب است“۔سری نگر کشمیر کے ایسے علمی، ادبی اور شعری ماحول میں ایاز رسول نازکی نے ۲۵ مئی ۱۹۵۱ء میں آنکھیں کھولیں ہیں۔ابتدا ہی سے انھیں دینی، دنیاوی اور تعلیمات عالیہ سے آراستہ کیا جانے لگا۔ابھی بچپن کی دہلیز کو پار نہ کیا تھا کہ جگر مراد آبادی، سہیل عظیم آبادی، سجاد حیدر، شکیل بدایونی، علی سردار جعفری، منشاء، وامق جونپوری، جگن ناتھ آزاد اور بیکل اتساہی جیسے ادب کے درخشندہ ستاروں سے شناسائی ہوئی۔اعلیٰ تعلیم کے شوق نے آغازِ جوانی میں کشمیر جیسی گُل پوش وادی سے نکال کر آندھرا پردیش اور پھر پنجاب پہنچایا، جہاں سے انھوں نے گریجویشن اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔

انسان فطرتاً آزاد ہوتا ہے مگر وہ حیات وکائنات کے بے شمار مظاہرات کے درمیان اس قدر گرفتار ہو جاتا ہے کہ اُسے اپنا آپ کبھی پنہاں کبھی عریاں تو کبھی زنداں نظر آتا ہے۔بہر کیف زندگی کے نشیب وفراز نے انھیں بھی کسی ایک جگہ قائم رہنے نہ دیا۔میری ان سے ملاقات بیسویں صدی کے آخری دہے (۱۹۹۷ء) میں ہوئی تھی جب موصوف بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی، راجوری (جموں وکشمیر) میں بحیثیت مستجل (رجسٹرار) اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔(بعد ازاں انھوں نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات ”شیر کشمیر یونی ورسٹی آف ایگریکلچرل، سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی، جموں“ میں بحیثیت ڈین بھی صرف کیے۔) اس دوران وقتاً فوقتاً جو علمی‘ ادبی اور تعمیری گفتگو موصوف سے ہوتی رہی وہ میرے لئے گنجینۂ معنی ثابت ہوئی ہے۔ان کی اولین تقرری ۱۹۷۵ء میں حکومت جموں وکشمیر کے محکمہ اینمل ہسبنڈری میں ہوئی تھی اس کے بعد ۱۹۸۵ء میں شیر کشمیر یونی ورسٹی آف ایگریکلچرل، سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے، یہیں ۲۰۰۰ء میں بحیثیت پروفیسر اور پھر ۲۰۰۲ء میں بحیثیت رجسٹرار تعینات ہوئے، تعیناتی کے اسی سلسلے نے انھیں ۲۰۰۵ء میں بابا غلام شاہ بادشاہ یونی ورسٹی راجوری تک پہنچایا۔راجوری میں ان کا آنا محبانِ اُردو کے لئے کھوئی ہوئی میراث کا پانا کے مترادف ثابت ہوا، بے شک ان کا تعلق سائنس سے ہے اور اسی میدان سے انھوں نے پوسٹ گریجویشن اور ڈاکٹریٹ جیسی اعلیٰ اسناد حاصل کی ہیں لیکن اُردو سے ان کی والہانہ محبت نے انھیں ایک عظیم شخص اور شاعر بنایا ہے۔

اُردو شعر و ادب میں بیسویں صدی کے پہلے چار دہائے خاص طور پر اہمیت کے حامل ہیں کیوں کہ انہی سالوں میں ادب کی بہت سی مغربی اور دیگر غیر ملکی اصناف پر طبع آزمائی کی گئی۔نثر میں جہاں ناول‘ افسانہ اور رپورتاژ

Scanned with CamScanner